Lesson 8: An-Nisa (Ayaat 71-85): Day 26 سُوْرَةُ النِّسَاء کی تفسیر

کتابیں تب نافذ ہوتی ہیں جب سمجھ آتی ہیں۔ آپ سورۂ مائدہ میں پڑھیں گے کہ اس کلام میں کونسی برکتیں ہیں۔ اللہ کا دین سیکھنے میں جیت ہی جیت ہے۔ اگر آپ میں ایک درد جاگ جائے کہ اپنی زندگی کو ضائع نہیں کرنا ہے پھر آپ سیکھ کر اُس پر عمل کرینگے اور اُسکو آگے پہنچائیں گے۔ اگر صرف آپ کے کان سنتے ہیں اور بات اندر نہیں جاتی تو بات نہیں بنے گی۔ نفاق سُستی کرواتا ہے اور دوسروں کو بھی جہاد کرنے سے روکتا ہے۔ مصیبت کے وقت پر شُکر کریں۔

دُنیا کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ کمائی کرنا اور بھی مشکل ہے۔ دُنیاداری نبھانا بھی کافی مشکل ہے ۔تو پھر آپ اللہ کے دین کی طرف کیوں نہیں آتے۔ آئیں دیکھتے ہیں ہم کس گروپ میں شامل ہیں؟

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾

جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں۔۔۔۔

تو ہم کیا کریں؟ اللہ تعالیٰ مشورہ دیتے ہیں؛

سو تم شیطان کے ساتھیوں سے لڑو بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے (٧٦)

شیطان کی چال کمزور ہے۔ اس آیت میں بہت اُمید نظر آتی ہے۔ کہ دُنیا میں بہت لوگ اللہ کی نافرمانی کررہے ہیں۔ اللہ بندے پر ظلم نہیں کرتا ہے۔ اللہ اپنے دین کی خاطر کام کرنے والوں کی ضرور مدد کرتا ہے۔ اللہ اپنے بندے کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔ (بات آگے تک چلے گی)

جہاں جنگ کا ذِکر آئے گا نفاق کا ذِکر بھی ہو گا۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰ تُوا الزَّكٰوةَ‌ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَخۡشَوۡنَ النَّاسَ كَخَشۡيَةِ اللّٰهِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡيَةً‌ ۚ وَقَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَيۡنَا الۡقِتَالَ‌ ۚ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ‌ ؕ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ‌ ۚ وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ﴿۷۷﴾ کیا تونے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو یہ کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو اور نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیتے رہو پھر جب ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض آدمی لوگوں سے ایسے ڈرنے لگے جیسا کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض فرمادیا ہمکو اور تھوڑی مدت مہلت دیدی ہوتی آپ فرمادیجئیے کے دنیا کا تمتع محض چندروز ہے اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہے اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے اور تم پر تاگے برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔(۷۷)

ان آیات میں اُن لوگوں کا ذِکر ہے جو مکّہ میں مشرکین کا ظلم ستم دیکھتے اور نبی پاکؐ سے اجازت مانگتے کہ ہمیں جنگ کی اجازت دیں۔ اُس وقت ایک تو مسلمان تھوڑے تھے دوسرا ابھی تربیت نہیں ہوئی تھی۔ بہادر لوگ اللہ کے نبیؐ سے اجازت مانگتے لیکن ابھی قتال اور جہاد کی اجازت نہیں ملی تھی۔

لیکن اللہ کے نبیؐ فرماتے کہ " كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ " ابھی ہاتھ باندھے رکھو یعنی ابھی لڑائی نہ کرو۔

(اللہ کے نبیؐ نماز میں تین دفعہ رفع الیدین کرتے تھے۔ نماز شروع کرتے وقت، رکوع میں جانے سے پہلے اور رکوع کے بعد۔)

کچھ لوگ یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ یہاں اس سے مُراد ہے ہاتھ باندھے رکھو۔ یعنی نماز میں۔ بالکل بات کوئی اور ہو رہی ہے اور ملائی کہیں اور جا رہی ہے۔ اس سے آپ یہ سمجھ لیں کہ اگر قرآن کی بات کی وضاحت صحیح طرح سے نہ کی جائے تو معنی کچھ کے کچھ بن جاتے ہیں۔

اس آیت کے معنی ہیں کہ مکّہ میں جنگ کی اجازت نہیں تھی۔ "اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو اور نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوۃ دیتے رہو پھر۔۔۔" ابھی تم صرف نماز پڑھو اور ابھی صرف تربیت اور تزکیہ ہو رہا تھا۔ ابھی مسلمان ظلم و ستم سہہ رہے تھے۔ آپ اللہ کے نبیؐ کی اطاعت دیکھیں کہ علیؓ جیسے اتنے بہادر صحابہ کرامؓ جو بعد میں سو سو کافر پر غالب آئے تھے وہ بس اللہ کے نبیؐ کی اطاعت میں وہ سب سہہ جاتے۔ اللہ کے نبیؐ نے ایسی خوبصورت تربیت دی کہ اُس وقت اُمّت کے بہترین لوگ تیار ہوئے۔

جہاد فی سبیل اللہ سے پہلے مجاہد فی سبیل اللہ کی تربیت کے مراحل آتے ہیں۔ آپ تلوار اُٹھا لیں یا علم حاصل کر لیں اور اُسے آگے پھیلائیں جب تک تربیت پوری نہ ہو تو بہترین کام نہیں ہو سکتا۔

شروع کا ایمان نیا ہوتا ہے۔ ہوش سے زیادہ جوش ہوتا ہے۔

آپ غور کریں کہ جب اسلام نیا آیا تھا اگر اُسی وقت لوگ لڑنے اور چار سُنانے لگ جاتے تو کیا ہوتا؟ توجہ بٹ جاتی، خاندان اور معاشرے میں فساد ہو جاتا۔ دین کا کام ایسے نہ ہو پاتا۔

اللہ کے نبیؐ نے صحابہ کرامؓ کی بہترین تربیت کی۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ وہ عمرؓ جیسے بہادر صحابہ کرامؓ بس اطیع اللہ اور اطیع الرسولؐ میں راضی تھے کیونکہ بعض اوقات بعض احکامات کی حکمت ہمیں معلوم نہیں ہوتی۔ اللہ اور نبیؐ کی اطاعت خوشی سے کرتے رہیں۔

بعض اوقات تربیت مشکل ہوتی ہے۔ لیکن اس طرح آپ کی بہترین صلاحیتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

یاد رہے کہ بنیاد جتنی مضبوط ہوگی عمارت اُتنی ہی بلند اور شاندار ہوگی۔ صحابہ کرامؓ دین اسلام کی مضبوط بنیاد بنے جس سے اسلام دُنیا کے آسمان پر تیرہ سو سال تک روشن اور چمکتا رہا۔

جن کو آگے بڑھنا ہوتا ہے وہ سخت جان بن جاتے ہیں۔

بعض اوقات تعریف سے انسان کے اندر ہوا بھر جاتی ہے۔ وہ غرور میں آجاتا ہے۔

آپ نہ تو اپنی آزمائش کا ذِکر کریں اور نہ ہی اپنی کامیابیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کریں۔ کھوکھلا برتن بہت بجتا ہے۔ اپنی صلاحتیں اور معاملات کو اپنے اندر رکھیں۔

اَب آپ نماز پڑھیں۔ اور زکوٰۃ ادا کریں۔

اللہ کے آگے جھک جائیں، عاجزی کریں۔ اور اللہ کی راہ میں دیں گے تو مال سے محبت کم ہوگی۔

آج مسلمانوں کے حالات اتنے اچھے نہیں لیکن عام حالات میں جب امیرِ وقت، مسلمانوں کا خلیفہ جہاد کا حکم دے تو پھر جہاد کے لئے نکلنا ہوتا ہے۔ جہاد کے دو درجے ہیں۔

فرضِ عین: یہ کہ جب خلیفہ حکم دے تو سب کو نکلنا ہے جیسے غزوۂ تبوک میں سب جہاد کے لئے نکلے۔

اور فرضِ کفایہ: یہ کہ منتخب لوگ یا کچھ لوگ جہاد کے لئے نکلیں گے مثال جیسے بدر کے موقع پر نکلے تھے۔

یہ کب پتا چلے گا کہ کونسا جہاد ہے تو یہ خلیفہ وقت فیصلہ کرے گا۔ لیڈر فیصلہ کرے گا۔

"۔۔۔ جب ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض آدمی لوگوں سے ایسے ڈرنے لگے جیسے کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا۔۔۔"

خوشی اور غم کے موقع پر ہمیں لوگوں کو ڈر ہوتا ہے۔ ہم ہر وقت یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے۔ اپنے آپ سے پوچھیں کیا میں اللہ سے زیادہ ڈرتی ہوں یا لوگوں سے؟

اپنے آپ سے یہ وعدہ کرلیں کہ اللہ کو ناراض کر کے مخلوق کو خوش نہیں کرنا۔

اللہ کی نافرمانی کر کے دوسروں کو راضی نہ کریں کیونکہ لوگ تو کبھی خوش نہیں ہونگے۔ اور اللہ کو ناراض کر کے کچھ پایا تو وہ کتنی دیر رہے گا؟

"۔۔۔ آپ فرما دیجئیے کے دنیا کا تمتع محض چند روز ہے اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہے۔۔۔"

دنیا اور آخرت کا تقابل:

- دنیا کا مال کم ہے آخرت بہت زیادہ

- دنیا کو الٹی کے اعتبار سے بہت کم، جنّت کی چیزیں انتہائی خوبصورت اور شاندار۔ ایک دفعہ بہت نرم اور شاندار ریشم مالِ غنیمت میں کہیں سے آیا صحابہ کرامؓ اُس کو ہاتھ لگا کر دیکھنے لگے۔ اللہ کے نبیؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ سعد بن معاذ کو تو اس سے کہیں بہتر جنّت میں رومال ملیں گے۔
- دنیا کا مال ختم ہو جائے گا آخرت کا باقی رہنے والا
- دنیا کی چیزیں مشکلات کے بعد ملتی ہیں آخرت کی مشکل صرف اس دنیا کے لئے ہے۔
- دنیا ایک بار مل جائے تو چھن جاتی ہے۔ جنّت ایک دفعہ مل گئی تو ہمیشہ کے لئے ہے۔
- دنیا مل جائے تو چین پھر بھی نہیں۔ آخرت میں سکون اور اطمینان ملے گا۔
- دنیا اللہ کی رضا کے بغیر بھی مل جاتی ہے لیکن آخرت اللہ کی رضا کے بغیر نہیں ملے گی۔

اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ‌ ؕ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ حَسَنَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِكَ‌ ؕ قُلۡ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَۤاءِ الۡقَوۡمِ لَا يَكَادُوۡنَ يَفۡقَهُوۡنَ حَدِيۡثًا ﴿۷۸﴾

تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آجائے گی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں رہو اور اگر ان کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ (اتفاقاً) ہو گی اور اگر ان کو کوئی بری حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کے سبب سے ہے آپ فرما دیجئیے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے بھی قریب نہیں۔ (۷۸)

ہم جہاد سے کیوں ڈرتے ہیں کہ موت آجائے گی۔ آج ہم دین کا علم حاصل کرنے سے کیوں ڈرتے ہیں؟ کہ بیٹھ کر موٹے ہو جائینگے اور عمل کرنا پڑے گا۔

(تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آکر رہے گی۔۔۔) آپ سوچیں مجھے موت کہاں آئے گی؟

گھر، ہسپتال، جہاز، گاڑی میں۔۔۔ دوالیں یا انشورنس کروالیں لیکن موت کے وقت تو ہم بے بس ہو جائیں گے۔۔ موت سے ہم ڈرتے ہیں تو کیا کریں؟

موت کی تیاری کرلیں۔ جو چیز تیاری سے کی ہو گی تو پھر اُس سے اتنا ڈر نہیں لگے گا۔

اب منافق کیا کہتا ہے؟

۔۔۔" ان کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ (اتفاقاً) ہو گی اور اگر ان کو کوئی بری حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کے سبب سے ہے۔۔۔"

منافق شخص اُستاد یا لیڈر سے اتنا بد گمان ہے۔ کہ سارا قصور لیڈر پر نکالتا ہے۔

تو ہمیں کیا کہنا چاہیئے؟۔۔۔۔" آپ فرما دیجیئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے بھی قریب نہیں۔۔۔" یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ‌ۚ وَمَآ اَصَابَكَ مِنۡ سَيِّئَةٍ فَمِنۡ نَّـفۡسِكَ‌ ؕ وَاَرۡسَلۡنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا ‌ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ﴿۷۹﴾

(اے انسان) تجھ کو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آئے وہ تیرے ہی سبب سے ہے اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہیں۔(۷۹)

منافق کا اصل مسئلہ رسولؐ کی ذات سے ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی بات کرتا رہتا ہے۔ اللہ کے نبیؐ سے فرمایا جا رہا ہے کہ انہیں بتا دو کہ آپؐ جو کچھ کہتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہے۔

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ‌ ۚ وَمَنۡ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا ؕ ﴿۸۰﴾

جس شخص نے رسول کی ااطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے آپ کو ان کا نگراں کر کے نہیں بھیجا۔(۸۰)

جو شخص نبیؐ کی اطاعت کرے گا وہ کامیاب ہو جائے گا۔

ہم لیڈرز کی باتیں کر کے اُن میں نقص نکالتے رہتے ہیں۔

عَنْ أبو هُرَيْرَةَ ـ رضى الله عنه ـ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي ". ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کئے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ صحیح بخاری:7137

اگر ہم آج فیصلہ کرلیں۔ کہ ہم اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرینگے تو دُنیا کا نقشہ بدل جائے گا۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں اطیع اللہ اور اطیع الرسولؐ اور امیر کی اطاعت کرنے والا بنا دے۔ پہلی بات یہ کہ اچھے لیڈر چُننیں۔ پھر اُن کی اطاعت کریں۔

اَب کچھ خاص باتیں جو منافقوں کا من پسند مشغلہ ہیں۔ افواہیں پھیلانا۔ سنی سنائی باتیں آگے پہنچانا۔

اب آگے یہ موضوع چلے گا؛

وہ یہ نہیں کہتے کہ ہم اطاعت کرینگے۔ بلکہ بیزاری سے کہتے ہیں۔ 'اطاعت' یعنی دل سے نہیں کہتے اور پوری سچائی سے نہیں کہتے جیسے اوپر سے کہہ دیں۔ ٹھیک ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾

اور کہتے ہیں قبول کیا پھر جب تیرے ہاں سے باہر گئے تو ان میں سے ایک گروہ رات کو جمع ہو کر تمہاری باتوں کے خلاف مشورہ کرتا ہے اور اللہ لکھتا ہے جو وہ مشورہ کرتے ہیں تو ان کی پرواہ نہ کر اور اللہ پر بھروسہ کر اور اللہ کارساز کافی ہے (۸۱)

اللہ کے نبیؐ کی برکتوں اور رحمتوں والی محفل سے باہر آکر کیا کہتے ہیں؟

آپ یہ نہ سوچیں کہ صحابہ کرامؓ یہ کہتے تھے، نہیں بلکہ چند منافق لوگ ایسے تھے۔ کہ محفل میں کچھ نہ بولیں باہر جا کر نقص نکالیں۔ لو جی اب یہ حکم آ گیا۔ اب ہمیں یہ کرنا پڑے گا۔ اسے نجویٰ کہتے ہیں "اجتماعی غیبت" جب موقع ہو تو بولنا نہیں اور پھر آگے جا کر بات کرنی۔

ان کا خیال تھا اللہ کے نبیؐ کو پتا نہیں چلے گا۔ اللہ نے ساری بات کھول کر بتا دی۔ کتاب میں لکھ دی گئی۔

اللہ کے نبیؐ سے کیا فرمایا جا رہا ہے؟ کہ آپ تاویلیں پیش کرو؟ وضاحتیں دو؟ نہیں!

"۔۔ تو ان کی پرواہ نہ کرو اور اللہ پر بھروسہ کرو اور اللہ کارساز کافی ہے۔۔" یعنی اللہ پر بھروسہ رکھیں۔

نظر انداز کر دیں۔ چشم پوشی کریں۔ جو چیزیں آپ کے کنٹرول میں نہیں اُن کو اللہ کے حوالے کر دیں۔

آپ اپنے اوپر لے کر دیکھیں کہ اپنے بچوں کا کیسے خیال رکھتی ہیں۔ اگر وہ ادھر اُدھر باتیں کریں تو کیسا لگتا ہے؟ آپ تو یہی چاہتی ہیں کہ وہ آپ کے لئے صدقہ جاریہ بن جائیں۔

سوچیں ذَرا نبی کریمؐ نے کسی سے کیا لینا تھا؟

یہود اور منافق مل کر ایسی باتیں کرتے تھے۔ سورۃ البقرہ میں بھی اللہ نے اپنے پیارے نبیؐ کو یہی حکم دیا تھا کہ آپؐ ان کی پرواہ نہ کریں۔ اپنا کام کرتے رہیں۔ مصلحت کے تقاضے دیکھیں۔

لوگوں اور ساتھیوں پر بھروسہ نہ کریں۔ صرف اللہ پر بھروسہ رکھیں۔

دین کے ایک سچے داعی کی تو صرف یہ خواہش ہو گی کہ سب اللہ کے دین پر چلیں۔ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کریں۔ سب تعریف کریں یا سب تنقید کریں۔ صرف اللہ کی طرف دیکھیں۔

اب ایسی منافقانہ باتیں کون کرینگے؟ وہ جو قران پر غور و فکر نہیں کرتے اور اس کے اندر جو قیمتی پیغام ہے اُس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ قرآن سوائے اللہ کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے (۸۲)

زبان کو بند رکھنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ قرآن میں ڈوب جائیں۔

جو قرآن کو صرف اوپر سے لیتے ہیں۔ وہ باتیں بھی بہت کرتے ہیں اور تنقید بھی۔

عبد اللہ بن اُبی جیسا منافق پہلی صف کا نمازی تھا۔ اللہ کے نبیؐ کی محفل میں بیٹھنے والا لیکن دِل صاف نہیں۔ ہمارے وقت کا بہترین استعمال یہی ہے کہ اللہ کی کتاب کو سمجھیں اور تدبر کریں۔

ہر کتاب لکھنے والے کی شخصیت کا اَثر اُس کی کتاب پر ضرور ہوتا ہے۔ لکھی ہوئی تحریر اپنے مصنف اور لکھنے والے کی نمائندگی کرتی ہے۔ اگر قرآن کسی عام انسان کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں کوئی اختلاف ہوتا۔ یعنی مصنف کس عمر کا ہے؟ کیا 23 سال تک لکھنے کا اندزا وہی رہتا؟ کیا سوچ اور نظریات وہی رہتے؟ قران میں ایسا کچھ اختلاف نہیں۔

میونخ یونیورسٹی میں اس پر بہت کام ہوُا۔ مغربی تحقیق کرنے والوں نے بائبل کے دنیا بھر سے نسخے منگوا کر دیکھے تو دو لاکھ اختلافات نظر آئے۔ قرآن پاک کے دنیا بھر کے نسخے چیک کئے گئے تو ایک دو کتابت کی غلطی یعنی کسی نے ہاتھ سے قرآن لکھا ہوُا تھا تو کوئی زیر یا زبر رہ گئی کے سوا کوئی اختلاف نہ پایا۔ پھر میونخ یونیورسٹی والوں نے وہ تحقیق ہی غائب کر دی تا کہ اللہ کا پیغام عام نہ ہو جائے۔

وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَٰنَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٣﴾ اور جب ان کے پاس کوئی خبر امن یا ڈر کی پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچاتے تو اس کی تحقیق کرتے جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو البتہ تم شیطان کے پیچھے ہو لیتے سوائے چند لوگوں کے (۸۳)

یعنی فارغ بیٹھے خوف پھیلا دیتے۔ لوگوں کو کسی نہ کسی طرف ڈالے رکھیں تا کہ منافقین پر نظر نہ پڑے۔ یہاں ایک انتہائی بہترین اور خوبصورت علمی نقطہ دیا گیا ہے۔

کہ جب کوئی ایسی خبر پہنچے تو ذمّہ دار لوگوں تک پہنچا دو۔

خاص طور پر لوگوں کے اندر کی باتیں آگے تک خبریں بنا کر نہ پہنچائیں۔ اور اگر کوئی ضروری بات ہے تو اُس کو خود فون کریں اور بتائیں کہ فلاں نے آپ کے بارے میں یہ بات کی اور بات صاف کر لیں۔

دوسروں کے گھر کی بات میں دِل چسپی نہ لیں۔

نہ جاسوسی کریں نہ سنسنی پھیلائیں۔ مسلمان معاشرے میں افراتفری پھیلتی ہے۔

آج کے اخبار، ٹی وی چینل اور سوشل میڈیا یہ کام کر رہے ہیں۔

ایک مسلمان کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہونا چاہیئے کہ ادھر اُدھر کی باتیں کرے۔

حدیث کا خلاصہ: اسلام کا حُسن یہ ہے کہ ہر وہ بات چھوڑ دے جس سے اُس کا تعلق نہیں ہے۔

فَقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۚ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفۡسَکَ وَحَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ عَسَی اللّٰہُ اَنۡ یَّکُفَّ بَاۡسَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ وَاللّٰہُ اَشَدُّ بَاۡسًا وَّاَشَدُّ تَنۡکِیۡلًا ﴿۸۴﴾

سو تو اللہ کی راہ میں لڑ تو سوائے اپنی جان کے کسی کا ذمہ دار نہیں اور مسلمانوں کو تاکید کر قریب ہے کہ اللہ کافروں کی لڑائی بند کر دے اور اللہ لڑائی میں بہت ہی سخت ہے اور سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے (۸۴)

وَحَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ: لوگوں کو رغبت دِلائیں۔ مومنین کو شوق دلائیں۔

آگے اللہ فرماتا ہے کہ اللہ جو چاہے وہ ہو سکتا ہے۔ آپؐ ان کی باتوں میں نہ آئیں۔

مَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً یَّکُنۡ لَّہٗ نَصِیۡبٌ مِّنۡہَا ۚ وَمَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَۃً سَیِّئَۃً یَّکُنۡ لَّہٗ کِفۡلٌ مِّنۡہَا ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مُّقِیۡتًا ﴿۸۵﴾ جو کوئی اچھی بات میں سفارش کرے اسے بھی اس میں سے ایک حصہ ملے گا اور جو کوئی بری بات میں سفارش کرے اس میں سے ایک بوجھ اس پر بھی ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (۸۵)

اگر کوئی بات کرنا ہی چاہتا ہے تو اچھی بات کرے۔ کسی کی سفارش کرنی ہے تو اچھی بات میں کریں۔

اچھے کام میں آپ کو حصّہ ملے گا۔ لوگوں کے لئے خوشی کا سبب بنیں۔ معاشرتی آداب سکھائے جا رہے ہیں۔ اچھا کام ہو رہا ہے تو مدد کریں۔

سفارش اور رشوت میں فرق ہے۔ سمجھ لیں کہ وہ سفارش جس کے بدلے میں کوئی فائدہ ملے۔ وہ جائز نہیں ہے۔ مثال یہ کہ اللہ کے نبیؐ کے پاس کوئی سوال آتا تو آپؐ اُس کی مدد کرتے۔ آپؐ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو اُس سوالی کو کسی صحابی کے گھر بھیج دیتے کہ فلاں تمہاری مدد کر دے گا۔

مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے خیر خواہ ہوتا ہے۔